اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

تذکرہ

اکابرینِ تبلیغ

جس میں بانیِ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ سے لے کر موجودہ اکابرینِ تبلیغ تک کا تذکرہ مختصر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

تالیف

مولانا نظام الدین صاحب قاسمی سیتامڑھی
استاذ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب	:	تذکرہ اکابرینِ تبلیغ
نام مؤلف	:	مولانا نظام الدین صاحب قاسمی سیتامڑھی
کمپوزنگ	:	محمد مہرعلی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ) جامعہ اکل کوا
پہلا ایڈیشن	:	محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق نومبر ۲۰۱۳ء
دوسرا ایڈیشن	:	محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۵ء
صفحات	:	۵۲
تعداد	:	۱۱۰۰

ملنے کا پتہ

Nizamuddin Qasmi (Rajopatti) Sitamarhi

Jamia Islmia Isha'atul Uloom Akkalkuwa

Dist. Nandurbar (MS) 425415

Mob.: 8180963955

فہرست تذکرہ اکابرینِ تبلیغ

شمار	اسمائے اکابرین	سنِ ولادت	سنِ وفات	صفحہ
01	حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی	1885	1943	09
02	حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی	1897	1982	13
03	حضرت مولانا سعید احمد خاں سہارنپوری	1901	1998	18
04	حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی	1907	1972	21
05	حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی	1917	1965	24
06	حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی	1918	1995	26
07	حضرت مولانا اظہار الحسن کاندھلوی	1919	1996	29
08	حضرت مولانا عبید اللہ بلیاوی	1920	1989	31
09	حضرت مولانا محمد عمر پالنپوری	1929	1997	33
10	حضرت مولانا ابراہیم دیولوی	1933	☆☆	38
11	حضرت مولانا محمد ہارون کاندھلوی	1939	1973	41
12	حضرت مولانا احمد لاٹ کاوی	1941	☆☆	45
13	حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلوی	1950	2014	47
14	حضرت مولانا سعد کاندھلوی	1965	☆☆	52

مُقَدِّمَہ

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی

استاذ حدیث وتفسیر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

اللہ جل جلالہ کی شان کریمی اور شان ربوبیت کا کیا کہنا جہاں اس ذات نے ہمیں صفت خلاقیت کے ناطے پیدا فرما کر وجود بخشا وہیں اس مخلوق کی تربیت وپرورش کے لیے بھی انبیاء کی بعثت تو کہیں کتب سماویہ وصحف سماویہ کا نزول تو کہیں صحابہ، صلحاء، اولیاء کے ذریعہ رجال اللہ کو پیدا فرمایا جو حسین سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ جیسا کہ سنن ابوداوٗد کے حوالہ سے مشکوۃ، کتاب العلم فصل ثانی کی ایک روایت سے اس کی تائید وتوثیق ہورہی ہے کہ: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : قَالَ ان اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یبعث لِهَذِهِ الأَمَّةِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مِائَةٍ سَنَةٍ مَنْ یجدد لَهَا دِیْنَهَا۔ جس کا حاصل یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امت کی نفع رسانی کے لیے ہر صدی کے اختتام پر ایسے شخص کو بھیجتے رہیں گے جو امت کے لیے تجدید دین کا کام کرتا رہے گا۔ علماء اہل حق کا یہ نظریہ بھی رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجدید دین کا یہ کارنامہ کبھی شخص واحد سے تو کبھی جماعت واحدہ سے لیتا ہے، اس صدی میں علماء کی ایک جماعت کا

رجحان یہ ہے کہ جماعت تبلیغ بھی مجددین کی جماعت ہے، اس پوری جماعت کے مجاہدات، ریاضات آہ وفغاں امت کے لیے تڑپنا ایسا ہوا کہ ایک حسین انقلاب، ایک دینی معاشرہ، آداب وسنن کی تبلیغ اپنے جان ومال کو خرچ کرنے کا جذبہ اور سب سے بڑا کارنامہ یہ مؤمن کے قلب ایمان کی جڑوں کو مضبوط کرنے کی فکریں پیدا ہوئی۔ خدابیزاری، خدا فراموشی کا ماحول کم ہوکر ذکر خدا یا دخدا کا ماحول بننے لگا، اس جماعت کا منشور بھی کچھ اس طرح ہے کہ ؎

ایک نظام ایسا زمانہ میں بنایا جائے
کہ قلب انساں میں ایماں ہی پایا جائے
جو نظر اٹھے شریعت کے نہ باہر پہونچے
وعدہ کرکے کوئی اس کو نبھایا جائے
کامیابی کی گر تجھ کو خواہش ہے فلاحیؔ
قیمتی وقت جماعت میں لگایا جائے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس جماعت نے ہرقسمی زمانہ کی رنگینیوں سے ہٹ، انسانوں کے قلوب میں معرفتِ رب، شریعت کا اہتمام، اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملانے کا کام کے علاوہ کوئی اور ہدف اپنا نہیں بنایا ہے۔ جس کے بانی حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلویؒ جیسے مخلص ترین بزرگ اور جس کے مؤید حضرت مدنیؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ، مولانا منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ، مولانا اسعداللہ جیسی شخصیات رہی ہوں۔ جس کے رکن اعظم محدث دوراں حضرت شیخ زکریاؒ جیسی خالص علمی روحانی شخصیت رہی ہوں۔ اور جس کے اکابرین میں حضرت مولانا یوسف حضرت جی دوم

کاندھلویؒ، حضرت مولانا انعام الحسن صاحب (حضرت جی ثالث)، حضرت مولانا عبید اللہ بلیاویؒ، حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلویؒ، لسان التبلیغ حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ، فنا فی التبلیغ حضرت مولانا محمد سلیمان جھانجھیؒ، میانجی محرابؒ، مولانا سعید خان صاحب مکیؒ، حضرت مفتی زین العابدینؒ، حضرت مولانا طارق جمیل صاحب، حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب، حضرت ابراہیم صاحب دیولہ، حضرت مولانا موسیٰ صاحب سامرودی، حضرت مولانا زبیر الحسن صاحب کاندھلوی، مولانا سعد صاحب کاندھلوی، مولانا یونس صاحب پالن پوری جیسی شخصیات جو دعوت الی اللہ کی حسین سلسلہ کی زریں کڑیاں ہیں، بعض دعوت الی اللہ کو طبیعت ثانیہ بنا کر واصل بحق ہو گئے، اور یہ کہتے ہوئے چل بسے کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اور دعوت و تبلیغ کے سلسلہ کی کچھ ایسی ہستیاں ابھی بقید حیات ہیں اور ان کا دعوتی سلسلہ اسی نہج پر جاری اور ساری ہے جس نہج پر ان کو ان کے بڑوں نے لگایا تھا، چناں چہ ایک مرتبہ خاموش مُدَبِّر دعوت و تبلیغ کے حضرت جی ثالث مولانا انعام الحسن صاحب سے کسی نے دریافت کیا کہ دعوت کا تعارف کرائیں۔ تو بڑے انوکھے اور جامع انداز میں منظوم تعارف کچھ اس طرح کرایا۔

شب تاریک میں انہیں سے کہنا ان کے بندوں کی
انہیں سے جوڑنا رشتہ بندوں کا دین کی محنت ہے
متاع بے بہا ایماں کو سمجھے صاحب ایماں
اسی معیار محنت پہ یہ تبلیغی جماعت ہے

اللہ پاک ان اکابرین باصفا کے سایہ کو امت مسلمہ پر صفت عافیت وعزت سے برقرار رکھے اور اس مقدس جماعت کی ہر طرح نصرتِ غیبی ہوتی رہے، ہر طرح کے داخلی خارجی فتنوں سے اللہ محفوظ رکھے اور اس جماعت کا فیض جاری وساری رہے۔

خدا بھلا کرے اور جماعت علماء کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے جامعہ اکل کوا کے باوفاء ومخلص، قدیم استاذ، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ مولانا نظام الدین صاحب قاسمی سیتامڑھی کو، جن کو اللہ نے تصنیف وتالیف کا بڑا اصاف ستھرا ذوق نصیب فرمایا ہے جن کے قلم گوہر بار سے ڈیڑھ درجن سے زائد تصنیفات معرض وجود میں آچکی ہیں۔ حسبِ توفیق، حسبِ موقع، حسبِ ضرورت لکھتے ہیں اور جامع مفید موضوع کا انتخاب فرماتے ہیں۔ابھی آئندہ ہفتہ احاطۂ جامعہ میں ۲۶ / ۲۷ رنومبر کو نندور بار و دھولیہ کے پرانے احباب کا جوڑ طے کیا گیا، اس مناسبت سے اللہ نے اکابرین تبلیغ لکھنے کا جذبہ اور حوصلہ نصیب فرمایا، حق جل مجدہٗ آپ کی مساعی جمیلہ کو بارآور فرمائے۔اس تصنیف کو آپ کے والدین اساتذہ کے حق میں ذخیرۂ آخرت بنائے۔اس کتاب کو قبولیت عامہ وتامہ نصیب فرمائے۔

آپ کی کتاب احبابِ دعوت کو اپنے بڑوں سے وابستہ کرنے کا سبب بنے، اور یہ قلمی دنیا کا مسافر اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلے میں تعب وتکان کا شکار نہ بنے۔

ایں دعا از من.......جہاں آمین باد

(مولانا) عبدالرحیم فلاحی (صاحب)

۱۲ رنومبر ۲۰۱۳ء، بروز منگل

عرضِ مرتب

دعوت وتبلیغ کی مقبولیت واثرات، اوراس کے بانیین ومردان کار کے اخلاص وللّٰہیت کو دیکھتے ہوئے عرصہ سے دوستو کا اصرار رہا کہ اِن حضرات کا مختصر تذکرہ رسالہ کی شکل میں تذکرۂ اکابر سے الگ شائع ہوجائے، تاکہ دعوت وتبلیغ سے جڑے افراد ان بزرگوں کے حالات اور کارنامے سے واقف ہوں۔

چناں چہ ناچیز نے بانیٔ تبلیغ سے موجودہ اکابرین علماء تک کا مختصر تذکرہ بنام ''تذکرہ اکابرینِ تبلیغ'' کے نام سے مرتب کیا۔ میں مشکور ہوں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحؔی مدظلہٗ العالی کا جنہوں نے اس رسالہ پر ایک شانداراور جامع مقدمہ تحریر فرما کر جہاں میری حوصلہ فرمائی وہیں اس رسالہ کو بھی وقیع بنادیا۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء!

اب اللہ جل شانہ سے دعاء ہے کہ اس رسالہ کو عام وتام فرمائے اور ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین!

(مولانا) نظام الدین قاسمؔی

۱۰؍نومبر ۲۰۱۳ء

01

بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ

آپ اپنے زمانے کے ولی اللہ، موجودہ دعوت وتبلیغِ اسلام کے بانی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے مرید، اور حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوریؒ کے ممتاز خلیفہ تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ءکو''کاندھلہ''،ضلع مظفرنگر (یوپی) میں ہوئی، آپ کا تاریخی نام الیاس اختر تھا۔آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مولانا محمد اسماعیل تھا۔آپ کے والد ایک خدارسیدہ سیدھے سادے بزرگ تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کا بچپن ننہال کاندھلہ اور بزرگوار والد کے پاس بستی حضرت نظام الدین میں گزرا۔آپ نے قرآن مجید کی تعلیم کاندھلہ کے مکتب میں حافظ منگتوؒ سے حاصل کی، اور قرآن شریف والد بزرگوار کے پاس بستی حضرت نظام الدین دہلی میں رہ کر حفظ کیا۔ابتدائی کتابیں اپنے والد صاحب اور مولانا محمد ابراہیم کاندھلویؒ سے پڑھیں۔

ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے مشفق بھائی حضرت مولانا محمد یحیٰ کے پاس گنگوہ تشریف لے گئے (جو دو سال سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں مقیم تھے) اور ان سے حدیث کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۲۶ھ میں حدیث کی تکمیل کے لیے آپ نے دار العلوم دیوبند کا سفر کیا، اور حضرت شیخ الہندؒ کے حلقۂ درس میں شریک ہوکر بخاری وترمذی شریف کی سماعت کی اور بعد میں پھر اپنے فاضل یگانہ بھائی مولانا محمد یحیٰ صاحبؒ سے حدیث کا دَور کیا۔

درس وتدریس:

شوال المکرّم ۱۳۲۸ھ میں مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں آپ کا تقرر بحیثیت مدرس ہوا۔ آپ نے متوسطات کی کتابیں پڑھائیں۔ دورانِ تدریس ۱۳۳۳ھ میں آپ نے حج کیا۔ ۱۳۳۴ھ میں اپنے بڑے بھائی مولانا محمدؒ کے انتقال پر حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی اجازت سے بستی نظام الدین دہلی تشریف لے گئے اور دعوت وتبلیغ کا کام انجام دینا شروع کیا۔

راہِ سلوک:

اولاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت ہوئے، ان کے وصال کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کے مشورہ سے مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوریؒ سے بیعت ہوئے، اور ان کی ہی نگرانی میں منازل سلوک طے کیے اور نیابت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

آپ کا اصلاحی وتبلیغی کارنامہ:

آپ نے دعوت وتبلیغ کا یہ مقدس کام بستی نظام الدین دہلی کی ایک چھوٹی سی مسجد ''بنگلہ والی'' سے اِس کا آغاز کیا اور ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء میں تبلیغی تحریک کی بنیاد ڈالی۔

حضرت مولانا اسیر ادروی مدظلہ اپنی کتاب ''دار العلوم دیوبند، احیائے اسلام کی عظیم تحریک'' میں آپ کے تبلیغی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

آپ نے تعلیم دین کے کام کا آغاز ایک ایسی قوم سے کیا جو اِس مہذب دنیا میں بھی تہذیب وتمدن، اخلاق وشرافت، دین ودیانت کی کوئی ہلکی سی کرن بھی اُن کی آبادیوں پر نہیں پڑی تھی، اس قوم کو میو یا میواتی کہا جاتا ہے، جو دہلی سے جانبِ جنوب ایک وسیع وعریض سرزمین میں آباد ہے، تقریباً تیس لاکھ کی آبادی ہے، وہ اپنے کو مسلمان کہتے تھے، لیکن کسی رُخ سے بھی وہ مسلمان کہلائے جانے کے مستحق نظر نہیں آتے تھے۔ ان کے نام ماتا سنگھ، پرہلاد سنگھ، بھیم سنگھ جیسے ہوتے تھے۔ پوجا پاٹ پر اُتر آتے تھے تو دیوی دیوتاؤں اور بھوانی تک کی پرستش کر ڈالتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ گوبر تک کی پوجا کرتے تھے۔ ان کے مراکزِ عقیدت اور عبادت گاہوں کے نام بھی ہندوانہ تھے۔ مثلاً: پانچ پیرا، بھیسا، چاہنڈ، کھیڑا دیوا اور مہا دیوی، وہ ان پر قربانیاں چڑھاتے تھے، شبِ براءت بھی مناتے تھے، سید سالار مسعود غازی کا جھنڈا بھی اٹھاتے اور پوجتے تھے، مرد دھوتیاں پہنتے اور عورتیں گھگھر یا باندھتی تھیں۔ ان کی

بود وباش، طور طریق موجودہ دور میں خانہ بدوش نٹوں جیسا تھا، عورت مرد کسی کو بھی دیکھ کر کوئی شخص ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتا تھا، یہی حال میو یا میواتیوں کا تھا، ایسی ہی بنجر زمین میں تبلیغ کا پودا لگایا گیا۔ جس کی نشو ونما کا ظاہری اسباب کے تحت کوئی موقع نہیں تھا۔ لیکن خدا جب اپنے کسی مخصوص بندے سے کام لینا چاہتا ہے، تو اس کے ہاتھ میں لوہے کو بھی موم بنا دیتا ہے، پتھر کو بھی پگھلا دیتا ہے۔ سنگلاخ زمین کو سرسبز وشاداب، رنگین وخوش نما پھولوں کا چمنستان بنا دیتا ہے، چناں چہ اُنہیں بندوں میں آپ کا بھی شمار ہے کہ آپ کے ذریعہ میو قوم کی اصلاح ہوئی۔ اور آج اُسی قوم سے تمام دنیا میں دعوت وتبلیغ کا کام جاری ہے ؎

خود نہ تھے جو راہ پر، اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وفات:

مختصر علالت کے بعد ۲۱/ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء کو دہلی میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور وہیں مدفون ہیں۔ آپ کی غالبًا کوئی تصنیف نہیں ہے، البتہ اقوال وملفوظات محفوظ ہیں۔

(مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ٦٦، دار العلوم دیوبند، احیائے اسلام کی عظیم تحریک ص ۴۴۱، حیاتِ خلیل ص ۵۹۸، سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ ص ۱۳۱)

02

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ

آپ اپنے زمانہ کے مشہور ومعروف محدث ومصنف، شیخ طریقت اور مدرسہ مظاہرعلوم سہارن پور کے شیخ الحدیث تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۱۱ر رمضان المبارک شب پنجشنبہ ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء آپ کے آبائی مکان قصبہ کاندھلہ، ضلع مظفرنگر (یوپی) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مولانا محمد یحیٰؒ تھا۔ آپ کے والد محترم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خاص شاگردوں میں نہایت ذکی وفطین تھے۔

تعلیم وتربیت:

ڈھائی سال تک آپ کا قیام کاندھلہ ہی میں رہا۔ اور ۱۳۱۸ھ میں اپنے والد صاحبؒ کے پاس گنگوہ تشریف لے گئے جہاں آپ کے والد صاحب مقیم تھے، وہیں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ چناں چہ مظفرنگر کے ایک بزرگ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب سے آپ نے قاعدہ بغدادی پڑھا۔ اس کے بعد حفظ، اردو اور فارسی کی کچھ کتابیں والد محترم سے پڑھیں، فارسی کی اکثر کتابیں اپنے چچا جان حضرت مولانا

الیاس صاحبؒ (بانیٔ تبلیغ) سے پڑھیں، اور صَرف ونحو کی کتابیں بھی والد ہی سے پڑھیں۔ ۱۳۲۸ھ میں مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ لیا اور عربی کی ابتدائی کتابوں سے لے کر دورۂ حدیث تک وہیں مکمل کیا۔ ۱۳۲۸ھ میں آپ کے والد مظاہر علوم سہارن پور میں تشریف لا چکے تھے۔ اس لیے دورۂ حدیث کی اکثر کتابیں انہیں سے پڑھیں۔ والد کی وفات کے بعد بخاری وترمذی شریف اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ سے پڑھیں۔

درس وتدریس:

یکم محرم الحرام ۱۳۳۵ھ میں آپ کا تقرر مظاہر علوم سہارن پور میں ہوا جب کہ آپ کی عمر بیس سال کی تھی۔ اولاً عربی کی ابتدائی کتابیں زیرِ تدریس رہیں، پھر بتدریج ترقی پذیر ہوئے۔ ۱۳۴۱ھ میں بخاری شریف جلد اول ملی اور ۱۳۴۷ھ میں بخاری شریف مکمل اور ابو داؤد شریف آپ کے سپرد ہوئی۔ ۱۳۴۱ھ سے لے کر ۱۳۸۷ھ تک آپ نے حدیث کا درس دیا۔ اس دوران ہزاروں تشنگان علوم آپ سے سیراب ہوئے۔

راہِ سلوک:

آپ نے منازل سلوک مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی خدمت میں رہ کر طے کیں اور اجازت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

آپ کا علمی کارنامہ:

آپ نے زبردست علمی کارنامے انجام دیے، اُن علمی کارناموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو خالص علمی و تحقیقی اور دوسرا خالص دعوتی و اصلاحی۔ پہلے طرز کا نمونہ ''اوجز المسالک اور لامع الدراری'' ہے جو خالص علمی و تحقیقی انداز میں آپ نے تصنیف فرمایا ہے۔ اور دوسرے طرز کا نمونہ ''حکایاتِ صحابہ، فضائل نماز، فضائل رمضان وغیرہ'' ہے جو خالص دعوتی اور اصلاحی طریقے پر حضرت مولانا الیاسؒ بانیٔ تبلیغ کے حکم پر لکھا ہے۔ پہلے طرز کی کتابیں اہل علم میں مقبول ہیں اور دوسرے طرز کی کتابیں عوام میں مقبول ہیں۔ بہرحال دونوں طرز کی کتابوں سے عوام و خواص مستفید ہو رہے ہیں جو آپ کا زندۂ جاوید کارنامہ ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد مطبوعہ وغیر مطبوعہ تقریباً ۸۳ ہے۔

حضرت شیخ کی دعوت و تبلیغ میں شرکت

حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی صدر شعبۂ عربی پشاور یونیورسٹی تحریر فرماتے ہیں:

اِس دعوت کی اساس و بنیاد اور اس کے اصول و فروع میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کا جس قدر حصہ ہے اس کا اندازہ بانیٔ جماعت حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے ہوسکتا ہے، حضرت شیخ کو ایک خط میں ارقام فرماتے ہیں:

''میرا یوں جی چاہتا ہے کہ تبلیغ کے ہر نمبر کے متعلق آپ ایک رسالہ لکھ دیں''

(۵رفروری ۱۹۳۱ء)

ایک اور گرامی نامہ میں تحریر فرمایا:

''میرے عزیز اس تبلیغ کے بوجھ کو بھاری سمجھتے ہوئے بطور اضطرار کے آپ کی خدمت میں دعاء اور ہمت کا سائل ہو کر یہ خط لکھ رہا ہوں، میرے عزیز اس میں شک نہیں کہ آپ کی ہر طرح کی ہمت اور ہر طرح کی شرکت اس کے فروغ کا سبب ہے...... تمہاری اس ہمت کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ بندۂ ناچیز کو اس تبلیغ کے اصول قرار دینے میں آپ کی صحبت کو بہت زیادہ دخل ہے، حق تعالیٰ مجھے آپ کے شکر کی توفیق بخشیں۔ اللہ کو منظور ہو اور جیسے کہ آثار ہیں، یہ تبلیغ فروغ پکڑے گی تو انشاء اللہ یہ تمہاری تصانیف اور فیوض ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ عرب و عجم کو سیراب کریں گے، اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے، میری اس میں ضرور دعا سے مدد کیجیو اور میں بھی دعا کرتا ہوں''۔ (بندہ محمد الیاس)

اس عالمگیر و مقبول تبلیغی کام میں آپ کی شرکت اپنی ان تصنیف کردہ فضائل کی کتابوں کے ذریعہ سے بھی ہے جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ کے اصرار پر لکھی گئیں، اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کو وہ مقبولیت بخشی جس کی نظیر دور دور تک نہیں ملتی۔ یہ حضرت شیخ کا خلوص و برکت، طرز ادا کی خوبی و تاثیر اور حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

عام تبلیغی حضرات کا علمی ذہن انہیں کتابوں کا رہین منت ہے اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کا کمال اور مسلمانوں پر احسان ہے کہ سادہ اور پُر اثر زبان میں عامۃ الناس کے لیے ہزاروں احادیث کی تشریح کردی اور ایک حدیث کے ضمن میں دوسری کئی احادیث بیان فرمادیں، شیخ الحدیثؒ نے اس طرح حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ تک ہر مسلمان کی رسائی کا آسان راستہ کھول دیا۔

(الفرقان، مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نمبر)

وفات:

یکم شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴ رمئی ۱۹۸۲ء کو پیر کے دن شام پانچ بج کر چالیس منٹ پر مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حرم شریف کے امام شیخ عبداللہ زاحم نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ وہیں آسودۂ خواب ہیں۔ ایک سچے عاشق رسول کو دیارِ رسولؐ ہی میں پیوند خاک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ قربان جائیے آپ کے نصیب پر! اور رشک کیجئے آپ کی قسمت پر!!

(الفرقان شیخ الحدیث نمبر ۱۹۸۳ء، تاریخ مظاہر ۳ رص ۲۱، آپ بیتی)

03

حضرت مولانا سعید احمد خاں مکیؒ

جماعت تبلیغ کے عالمی رہنما مخلص عالم دین، عالَمِ عرب میں دعوت وتبلیغ کے کام کو پھیلانے والے زبردست داعی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد یوسفؒ صاحبؒ کے صحبت یافتہ اور معتمد تھے۔

ولادت :

آپ کی ولادت ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں کھیڑہ افغان، سہارنپور (یوپی) میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام محمد علی خان تھا۔

تعلیم وتربیت:

ابتداء عمر میں آپ اسلامیہ اسکول میں داخل ہوئے اور میٹرک تک تعلیم حاصل کی، لیکن حضرت اقدس تھانویؒ سے اصلاحی خط وکتابت اور آپ کی تصانیف کے مطالعہ نے اپنا اثر دکھایا اور عربی کا شوق اور دینی تعلیم کا رجحان پیدا ہوا۔ چناں چہ ۲۵ر سال کی عمر میں مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہوکر اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور ابتدائی کتاب سے لے کر انتہا تک تمام نصاب کی تکمیل مظاہر علوم میں کی۔ داخلہ کی تاریخ ۱۳۴۲ھ اور فراغت ۱۳۶۰ھ ہے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبد اللطیف

صاحبؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا منظور احمد خانؒ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ شامل ہیں۔

درس وتدریس:

فراغت کے بعد ایک سال تک مظاہر علوم کی خدمات متفرقہ میں مشغول رہے کچھ عرصہ نقل فتویٰ کا کام بھی کیا ارباب مدرسہ نے ایک سال کے لیے شعبۂ سفارت مولانا کے سپرد کیا، لیکن یہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے پاس دہلی چلے جاتے، حضرت ان کو میوات کے علاقہ میں جماعت کے لیے بھیج دیتے اور جب وقت پورا کر کے واپس مرکز آتے تو حضرت خود اپنے واقفین سے چندہ کر کے مولانا کے حوالہ کر دیتے کہ جا کر مظاہر میں داخل کر دو، اس کے بعد مستقل مرکز تبلیغ میں قیام کیا، اسی دوران ہفتہ میں دو بار مولانا عبداللہ بلیاوی کی معیت میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی زیر سرپرستی نقل فتاویٰ کے لیے جاتے۔ ۱۹۴۷ء میں سعودی عرب تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمایا۔ جب وہاں مستقل قیام کے اسباب مہیا ہو گئے اور قانونی پیچیدگیاں دور ہو گئی تو آپ نے ہجرت کی نیت کر لی اور وہیں تبلیغی امارت کے فرائض انجام دینے لگے۔

آپ کا تبلیغی کارنامہ:

مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری ذکرِ رفتگاں میں لکھتے ہیں:

''عالم عرب میں دعوت وتبلیغ کا کام پھیلانے میں آپ کا زبردست حصہ

ہے۔آپ نے اپنے بے پایاں اخلاص، اصلاح کی بے انتہا تڑپ اور ملت سے سچی خیر خواہی کے جذبہ سے عربوں کو بے حد متأثر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومتی سطح پر ممانعت پیش آنے کے باوجود آج بھی جماعت کی سرگرمیاں عرب مما لک میں بدستور جاری ہیں۔عرب مما لک کے علاوہ مرکز نظام الدین دہلی اور مرکز رائے ونڈ، پاکستان میں بھی آپ کو کلیدی اہمیت حاصل تھی اور مولانا کے مشوروں کو بڑی وقعت دی جاتی تھی۔آپ کے درد دل سے لکھے گئے مکاتیب اور تجربات ومشاہدات پر مبنی رہنما تحریریں کارکنانِ تبلیغ کے لیے مشعلِ راہ ہیں،جن کے بعض مجموعے شائع بھی ہو چکے ہیں۔مولانا موصوف بڑے اونچے اخلاق کے حامل تھے تواضع اور جود وسخا کے اوصاف آپ کی زندگی میں نمایاں نظر آتے تھے۔آپ نے عمر عزیز کا بڑا حصہ حجاز مقدس بالخصوص مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا میں گزارا"۔

وفات:

آپ کی وفات بھی اواخر رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۸ء میں مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً میں ہی ہوئی اور وہیں جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(تاریخ مظاہر:ج۲/ص۳۶،ذکر رفتگاں:ص۳۶۷)

04

حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلویؒ

آپ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے مایۂ ناز شاگرد، دعوت وتبلیغ میں آپ کے خاص معاون اور درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت کاندھلہ مظفر نگر یوپی میں ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۷ میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام مولانا رؤف الحسن ابن مولانا ضیاء الحسن صاحب تھا۔

تعلیم وتربیت:

۱۳۳۵ھ کی ابتداء میں کاندھلہ کے مدرسہ عربیہ میں مولانا عبداللہ صاحب گنگوہیؒ مجاز حضرت اقدس سہارنپوری (ومصنف تیسیر المبتدی وتیسیر المنطق وغیرہ) سے اردو شروع کی۔ دو سال کے عرصہ میں اردو دینیات وغیرہ اور فارسی میں کریما، پند نامہ، مالابدمنہ، گلستاں وغیرہ پڑھیں۔ ۱۳۳۶ھ میں جب مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ بیمار ہو کر کاندھلہ آئے تو مولانا کی مخلصانہ خدمات اور جذبۂ تیمارداری سے بہت متأثر ہوئے اور ان کو اپنے ساتھ نظام الدین لے آئے، نظام الدین آنے کی تاریخ پندرہ شوال المکرّم ۱۳۳۶ھ ہے۔ یہاں آکر عربی تعلیم شروع کی اور مشکوٰۃ شریف تک چھوٹی بڑی ساری کتابیں حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب سے پڑھی،

مولانا کی عمر اس وقت بارہ سال سات ماہ کی تھی۔شوال ۱۳۴۴ھ میں دورہ میں شریک ہونے کے لئے مظاہر میں آئے،لیکن ابھی دورۂ حدیث مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ شوال ۱۳۴۴ھ میں سفرِ حج کے لئے روانہ ہوگئے،مولانا کا یہ سفر حضرتِ اقدس سہارنپوریؒ، حضرت دہلویؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی معیت میں ہوا۔ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ میں وطن آمد ہوئی،چوں کہ وسطِ سال تھا اس لیے سفر سے واپسی کے فوراً بعد مولوی فاضل کی تیاری کے لیے لاہور چلے گئے اور چار پانچ ماہ کی محنت کے بعد پرائیوٹ طور پر مولوی فاضل کا امتحان دیا،اس کے بعد ۱۳۴۶ھ میں دوبارہ مظاہر میں داخلہ ہوئے اور دورۂ حدیث شریف پڑھا اور ۱۳۴۷ھ میں فارغ ہوئے۔

بخاری شریف حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ وحضرت اقدس شیخ الحدیث سے،ابوداؤد شریف وشمائلِ ترمذی حضرت شیخ سے،مسلم شریف ترمذی شریف حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ سے،نسائی اور ابن ماجہ مولانا منظور احمد خان صاحبؒ سے پڑھی۔

درس وتدریس:

فراغت کے بعد نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ شیروانی کے شدید اصرار پر حیدرآباد تشریف لے گئے اور تقریباً تین چار ماہ وہاں قیام رہا،اس عرصہ میں پہلی اہلیہ کا انتقال ہوا تو وطن کو مراجعت فرمائی،آنے کے بعد پھر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے دوبارہ جانے کی اجازت نہیں دی اور اپنی معاونت کی غرض سے مرکز نظام الدین کے قیام پر اصرار کیا۔

آپ کا تبلیغی وعلمی کارنامہ:

مولانا نے اپنی زندگی کے تیس سال حضرت مولانا کی خدمت میں گذار کر تبلیغی تحریک کی بڑی اہم خدمت انجام دیں۔ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کو جو لگاؤ اور تعلق مولانا کی ذات سے تھا وہ تبلیغی جماعت کی تاریخ سے واقف ہونے والوں پر مخفی نہیں۔ حضرت دہلوی کے انتقال کے بعد اپنے امراض اور عوارض کی کثرت کی وجہ سے مولانا کو اپنے وطن کاندھلہ آنا پڑا اور یہیں آخر تک قیام فرمایا، مولانا کی تمام عمر تصنیف وتالیف میں گزری یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے پیچھے تالیفات کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑ گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

اکبر کی بادشاہی کے دو دور، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، دعوتِ حق و صداقت، عمومی دعوتِ خیر، ہندوستان میں اسلام کا ماضی اور مستقبل، فضائلِ اذان و اقامت، منابع الحکم، رفیقِ حج، تجلیاتِ کعبہ، تجلیاتِ مدینہ، اسلام اور ایمان کیا ہے اسلامی زندگی، اصلاح انقلاب، اصلاحِ معاشرت، پیامِ عمل، مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج، دین خالص، عظمتِ اسلام، اسلامی اشاعت کا پیام، غارحرا کا پیام، دعوتِ اسلام، حیاتِ جاودانی، حقیقی زندگی، انسانی فریضہ، فضائلِ اسلام اور دعوتِ فکر وعمل، ارکانِ اسلام، اتفاق واتحاد، مکافاتِ عمل، اہم مذہبی فریضہ، حجۃ الوداع، بدائع الحکم، شاہراہِ ترقی، صداقتِ اسلام، افتراقِ ملت، تزکیۂ نفس اور تہذیبِ اخلاق، حیاتِ امام فخر الدین رازی، اصلاحِ امت، مناسک حج۔

وفات: پندرہ ۱۵ ؍شوال ۱۳۹۲ھ مطابق تین ۳ ؍دسمبر ۱۹۷۲ء کو انتقال ہوا۔ کاندھلہ میں اپنے آبائی قبرستان متصل عیدگاہ میں مدفون ہیں۔ (تاریخ مظاہر: ج ۲/ص ۲۳۲)

05

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ

آپ مشہور ومعروف عالم، مبلغ اسلام، شیخ شریعت وطریقت، مولانا الیاس صاحبؒ (بانی تبلیغ) کے خلفِ ارشد، تبلیغی جماعت بستی نظام الدین دہلی کے امیر تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۰/ مارچ ۱۹۱۷ء کو بدھ کے دن کاندھلہ، مظفر نگر (یوپی) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مولانا محمد الیاس اور دادا کا نام محمد اسماعیل تھا۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی، دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ مکمل کیا۔ حفظ کے بعد اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے مدرسہ کاشف العلوم بستی نظام الدین میں عربی پڑھنی شروع کی۔ فقہ کی کتابیں حافظ مقبول حسن گنگوہیؒ سے پڑھیں۔ ۱۳۵۴ھ میں مظاہر علوم سہارن پور میں آپ کے والد ماجد نے داخل فرمادیا، جہاں آپ نے دورۂ حدیث مکمل کیا۔

درس وتدریس:

۱۳۵۷ھ میں حجاز سے واپسی کے بعد آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز کیا

اور ساتھ ہی تصنیف وتالیف کا مشغلہ اختیار فرمایا۔ آپ کے زیرِ درس عموماً ابو داؤد شریف رہا کرتی تھی۔ بقیہ اوقات کو تصنیفی کاموں میں صَرف کرتے تھے۔

راہِ سلوک:

آپ اپنے والد ماجد کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور آپ ہی سے خلافت ونیابت حاصل کی۔

آپ کا علمی وتبلیغی کارنامہ:

۱۹۴۴ء میں جب والد ماجد کی وفات ہوگئی تو آپ نے اُن کی جانشینی سنبھالی اور شب وروز تبلیغی کاموں میں اپنے اوقات کو صَرف فرمایا، آپ نے ایسی محنت کی کہ غیر ممالک تک جماعت کی آمد ورفت شروع ہوگئی اور پوری دنیا میں جماعت کا چرچا ہونے لگا۔ الغرض آپ کی ذات سے جماعت کو کافی ترقی ملی۔ آپ ۱۹۴۴ء سے ۱۹۶۵ء تک امیر التبلیغ رہے، بہت سی گراں قدر کتابیں بھی تصنیف کیں جو آپ کا زبردست علمی کارنامہ ہے۔ ''امانی الاحبار فی حل شرح معانی الآثار، حیاۃ الصحابہ'' آپ کی بہترین تصانیف ہیں۔

وفات:

۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲/ اپریل ۱۹۶۵ء کو جمعہ کے دن دو بج کر پچاس منٹ پر لاہور (پاکستان) میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، جنازہ لاہور سے دہلی لایا گیا اور دہلی میں ہی مدفون ہیں۔

(سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ ص ۱۵۷، مرتبہ مولانا ثانی حسنیؒ۔ تاریخ مظاہر ۲/ ۲۱۷)

06

حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلویؒ

آپ دعوت وتبلیغ کے امیر، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے ممتاز خلیفہ اور مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے سرپرست تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۲۰ر فروری بروز منگل ۱۹۱۸ء مطابق ۱۳۳۷ھ کو قصبہ کاندھلہ، ضلع مظفر نگر (یوپی) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا محمد اکرام الحسنؒ اور دادا کا نام مولانا رضی الحسن کاندھلویؒ تھا۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے قرآن مجید حافظ منگتو صاحبؒ سے پڑھ کر فارسی کی ابتدائی کتابیں بوستاں تک اپنے نانا جان حکیم عبدالحمید صاحبؒ سے اور میزان، منشعب اور ہدایۃ النحو وغیرہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ سے دہلی جا کر پڑھیں، ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں داخل ہوئے، ابوداؤد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے، بخاری شریف حضرت مولانا عبداللطیفؒ سے، مسلم شریف حضرت مولانا منظور خان صاحبؒ سے، ترمذی شریف مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ سے پڑھیں، دروۂ حدیث کی تکمیل سے قبل ہی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کی علالت کی

بناپراُن کے ہمراہ واپس نظام الدین تشریف لے گئے اور باقی ماندہ حصہ کی تکمیل کے ساتھ صحاح کی دو باقی کتابیں ابن ماجہ اور نسائی، نیز شرح معانی الآ ثار (طحاوی) اور مستدرک حاکم حضرت مولانا الیاس صاحب سے پڑھیں، آپ کی فراغت مظاہر علوم سہارن پور سے نہیں ہو پائی۔

راہِ سلوک:

حضرت اقدس مولانا الحاج محمد الیاس کاندھلویؒ کی طرف سے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

درس وتدریس:

فراغت کے بعد علالت کا ایک طویل عرصہ اپنے وطن کاندھلہ میں گزار کر پھر واپس مرکز نظام الدین چلے گئے اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کے دست راست اور اصلاح وتبلیغ کے دل ودماغ بن کر سفر وحضر میں ان کے رفیق بنے۔ نظام الدین پہنچنے پر دعوت وتبلیغ کے ساتھ درس وتدریس کا مشغلہ بھی اختیار فرما لیا اور متعدد فنون کی مختلف کتابیں پڑھائیں، سالہا سال تک حدیث پاک کا درس دیا۔

آپ کا تبلیغی کارنامہ:

۱۳۸۴ھ میں جب حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا انتقال ہوگیا تو آپ کو باتفاقِ رائے آپ کا جانشین اور امیر التبلیغ منتخب کیا گیا، جب سے تادم حیات منصب امارت پر فائز رہے، آپ کی جد وجہد سے دعوت وتبلیغ میں نمایاں کامیابی

ملی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں کام وسیع سے وسیع تر ہوا، ملک کے طول وعرض میں اس کا پھیلاؤ ہوا، مشرق ومغرب میں اس کی شاخیں پھیلیں۔ کام کی نگرانی، کارکنان کی تربیت، حالات سے آگہی، مسائل کا اندازہ اوران کا ازالہ، اجتماعات کا انعقاد اوران کی سرپرستی اُس کے لیے دور دراز علاقوں کے پرمشقت اسفار وغیرہ ایسے کارنامے ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

(مدتِ امارت: ۱۹۶۵ء تا ۱۹۹۵ء مکمل ۳۰ رسال)

وفات:

۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۰ رجون ۱۹۹۵ء ہفتہ کی رات نو بجے ہوئی، مرکز نظام الدین دہلی میں جناب مولانا محمد یوسفؒ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

(بحوالہ تاریخ مظاہر ۲/ ۲۱۸، تحفۂ سعادت ص ۲۱)

07

حضرت مولانا اظہار الحسن کاندھلویؒ

آپ مرکزِ تبلیغ حضرت نظام الدین دہلی کے اہم ذمہ دار اور نہایت جید الاستعداد عالم تھے۔

ولادت:

آپ ۷؍ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۳؍ستمبر ۱۹۱۹ء کو کاندھلہ کے ایک علمی اور دعوتی خاندان میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم کا نام مولانا حافظ الحاج محمد رؤف الحسن ابن مولانا ضیاء الحسن تھا۔

تعلیم وتربیت:

مدرسہ احیاء العلوم مظفر نگر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ مدرسہ مرادیہ مظفر نگر میں فارسی وعربی کی تعلیم شرح جامی تک حاصل کی، اس کے بعد ۱۳۵۵ھ میں مدرسہ کاشف العلوم میں داخل ہو کر مختصر المعانی وغیرہ پڑھیں۔ ذی قعدہ ۱۳۵٦ھ میں مظاہر علوم میں داخلہ ہوا اور مشکوٰۃ جلالین ہدایہ ثالث پڑھیں۔

۱۳۵۸ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ، مولانا اسعد اللہ صاحبؒ، مولانا عبد الشکور صاحبؒ،

مولانا عبدالطیف، مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ، حضرت مولانا منظور احمد خان صاحبؒ، مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ، حضرت مولانا محمد زکریا قدوسیؒ جیسی شخصیات شامل ہیں۔

درس وتدریس:

فراغت کے بعد تدریسی کاموں میں لگ گئے، آپ نے مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دہلی میں اعلیٰ کتابوں کا درس بھی دیا۔

آپ کا تبلیغی کارنامہ:

امیر تبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کی وفات کے بعد آپ کو جماعت کی مجلس امارت کا رکن بلکہ سرپرست بنایا گیا۔ آپ اپنی حکمتِ علمی اور قدیم تجربات کی روشنی میں نہایت ثابت قدمی کے ساتھ جماعت کی قدیم روایات اور خدمات کی آبیاری کرتے رہے پوری زندگی مرکز تبلیغ میں گزار دی۔ تبلیغی جماعت میں آپ کی خاموش خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

وفات ۲۷/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۳/ اگست ۱۹۹۶ء میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ (تاریخ مظاہر: ج۲/ص۲۱۹، ذکر رفتگان: ص۲۱۰)

08

حضرت مولانا عبید اللہ بلیاویؒ

آپ مدرسہ کاشف العلوم دہلی مرکز کے شیخ الحدیث، جماعتِ تبلیغ کے روح رواں، شب بیدار، ذاکر وشاغل عالمِ دین اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ تھے۔

ولادت:

۲۶ رمحرم الحرام ۱۳۳۹ھ ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء بمقام شیخ پورہ ضلع بلیا یوپی میں پیدا ہوئے، آپ کے والد محترم کا نام مولوی عبد القدیر تھا۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم چشمۂ رحمت کالج غازی پور، اور انجمنِ اسلامیہ گورکھپور میں رہ کر حاصل کی۔ وہاں سے مظاہر علوم چلے آئے اور کافیہ ہدایۃ النحو سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ سن داخلہ ۱۳۵۶ھ ہے اور سنِ فراغت ۱۳۶۰ھ۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا اکبر علی صاحبؒ، مولانا امیر احمد صاحبؒ، مولانا ظہور الحق صاحبؒ، مولانا الحاج قاری سعید احمد صاحبؒ، مولانا منظور احمد خان صاحبؒ، مولانا ذکریا قدوسی صاحبؒ، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ، مولانا عبد الرحمٰن صاحبؒ، اور مولانا اسعد اللہ صاحبؒ شامل ہیں۔

درس و تدریس:

دینی تعلیم سے فراغت پا کر اولاً حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ کی خدمت میں دہلی جا کر وہاں کے مشاغل (دعوت وتبلیغ) میں مصروف ہوئے، طبیعت کی ناہمواری کی وجہ سے دوسال گورکھپور میں قیام کر کے پھر واپس مرکز آئے۔ اسی دوران حج کے لیے تشریف لے گئے اور پانچ سال کے قریب حجاز میں تبلیغی جماعت کی امارت کے فرائض انجام دیئے۔ بعدازاں مرکزی ضروریات کی بنا پر ہندستان تشریف لے آئے اور مستقل طور سے مرکز میں قیام کیا۔ ۱۳۷۴ھ میں مدرسہ کاشف العلوم میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز ہوا تو بخاری شریف جلد ثانی اور ترمذی جلد ثانی آپ کو سونپی گئی، پھر بخاری جلد اول زیر درس آئی۔

آپ کی تبلیغی جدو جهد:

آپ نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ کے فرائض کو بھی انجام دیا پانچ سال حجاز میں تبلیغی جماعت کے امیر رہے، واپسی پر بھی مستقل اسی جدوجہد میں مصروف رہے یہاں تک کہ وقتِ موعود آ پہنچا۔

وفات:

۱۵ر فروری ۱۹۸۹ء کو دہلی میں انتقال ہوا، حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ (حضرت جی) امیر جماعت تبلیغ نے نماز جنازہ پڑھائی، درگاہِ حضرت نظام الدین اولیاء سے متصل قبرستان میں مدفون ہیں۔ (تاریخ مظاہر: ج ۲/ص ۲۳۹، ذکر رفتگاں: ص ۵۸)

09

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ

آپ تبلیغی جماعت کے مقبول ترین رہنما، معروف مبلغ، لسان التبلیغ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے اجل خلفاء میں تھے۔

ولادت:

آپ بمبئی میں ۱۱، ۱۲/ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۵، ۱۶/ ستمبر ۱۹۲۹ء بروز اتوار دوشنبہ کی درمیانی شب میں پیدا ہوئے، (سوانح مولانا محمد عمر پالن پوری میں ۵/ ستمبر مذکور ہے)

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد مرحوم نے حنفیہ اسکول بمبئی میں ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۵/ جون ۱۹۳۹ء کو داخلہ لیا، جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ مطابق جولائی ۱۹۴۲ء میں گرمی کی چھٹی گزارنے اپنے آبائی وطن، گھٹامن پالن پور تشریف لائے اور گھر والوں کے ایماء پر، دنیوی تعلیم کی بساط لپیٹ کر دینی تعلیم کا رخ کیا۔ ۶/ شوال المکرّم ۱۳۶۱ھ مطابق ۷/ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں دینی تعلیم کا آغاز کیا، دوسال کے دوران ابتدائی اور ثانوی درجات کی کتابیں پڑھ کر اعلیٰ تعلیم کے لئے ازہر ہند دارالعلوم

دیو بند میں شوال المکرّم ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں داخل ہوئے، لیکن ایک نا گہانی مرض نے تعلیمی سلسلہ منقطع کرنے پر مجبور کر دیا، چناں چہ شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ مطابق اگست ۱۹۴۵ء میں دار العلوم سے چلے گئے، صحت یابی کے بعد گھر والوں نے کوئی ذریعۂ معاش تلاش کرنے کی ترغیب دی، تا کہ بوڑھی ماں کا بوجھ ہلکا ہو سکے، جو اب تک گھر کا خرچ سنبھالے ہوئے تھیں یہ دور مرحوم پر بڑی تنگی کا گزر رہا تھا۔ چناں چہ بمبئی کی ایک مسجد میں امام وخطیب بن گئے اور کئی سال تک اس پر فائز رہے، اتفاقاً مرکزِ جماعتِ تبلیغ دہلی کی ایک جماعت نے بمبئی کا دورہ کیا اور گھوم پھر کر وہ اُسی مسجد میں پہنچ گئی، جہاں مرحوم مامور تھے، وہ جماعت کے مؤثر دعوتی انداز واسلوب سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، چناں چہ اس میں شامل ہو کر اس کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا، اس وقت جماعت تبلیغ کے سربراہ مولانا محمد یوسفؒ تھے، ان کو جب علم ہوا کہ بیماری کے سبب دار العلوم چھوڑ دیا تھا اور فضیلت نہ کر سکے تھے تو دوبارہ داخل ہو کر فراغت حاصل کرنے کا مشورہ دیا، دار العلوم کو خیر باد کہے دس سال گزر چکے تھے، اس طویل انقطاع کے بعد موصوف دوبارہ ۱۱/جون ۱۹۵۵ء کو دار العلوم میں داخل ہوئے اور ۸/اپریل ۱۹۵۶ء میں فارغ ہوئے۔

درس وتدریس:

تکمیل تعلیم اور تبلیغ کے لمبے سفر کے بعد ۱۹۵۷ء کے اخیر میں اپنے وطن گھٹامن تشریف لے گئے تو گاؤں والوں نے ماحول کی مناسبت سے گفتگو کی اور کہا

گاؤں کا مدرسہ ویران ہو رہا ہے اور آپ کو باہر کی فکر ہے، چناں چہ جب گاؤں والوں نے مجبور کیا تو آپ تیار ہو گئے اور گاؤں میں درس و تدریس کے ساتھ دعوت کے کام میں بھی مصروف رہے۔

راہِ سلوک:

آپ سب سے پہلے حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ سے بیعت ہوئے، ان کے انتقال کے بعد مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے، پھر انؒ کے ہی مشورہ سے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

آپ کی تبلیغی خدمات:

دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد تبلیغی جماعت سے وابستہ ہو گئے اور پوری زندگی دعوت وتبلیغ کے لیے وقف کر دی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان میں بڑی تاثیر عطا فرمائی تھی، آپ کی تقریروں سے ہزاروں انسانوں کی زندگی میں انقلاب آیا، مرکز نظام الدین میں بعد فجر ہونے والا طویل اور مفصل بیان ہمیشہ غیر معمولی اہمیت وحیثیت کا حامل رہا ہے، مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور ان سے قبل مولانا محمد الیاس صاحبؒ یہ بیان خود فرماتے تھے، لیکن مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے اپنے دور امارت میں یہ بھاری ذمہ داری خود نہ قبول کرتے ہوئے، مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ کو سونپ دی تھی اور مولانا پالن پوریؒ نے اپنی رفاقت کا حق بھرپور طریقے

سے ادا کرتے ہوئے اس بیان کو متواتر تیس سال تک جس عزم واستقلال اور ہمت کے ساتھ جاری رکھا، اور اس امانت کا حق ادا کیا وہ دعوت وتبلیغ کی تاریخ میں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے انتقال کے بعد مرکز نظام الدین میں فجر کے بعد والا طویل بیان جب مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ کے ذمہ آیا تو اس کی ابتداء میں یہ نوعیت ہوئی کہ مرکز میں مولانا کے بیان کے وقت ایک جانب شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ تشریف فرما ہوتے اور دوسری طرف حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ تشریف فرما ہوتے، دونوں بزرگوں نے پندرہ دن تک بیان سنا، پھر تین دن تک دونوں بزرگ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی قبر کے پاس بیان ختم ہونے تک مراقب رہے، جب حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سہارن پور تشریف لے جانے لگے تو حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے فرمایا کہ مولوی عمر کے بیان میں تمہیں چالیس روز تک اہتمام سے بیٹھنا ہے، جب چالیس دن پورے ہوئے تو حضرت شیخ سہارن پور سے تشریف لے آئے تھے، پھر ایک ہفتہ تک دونوں بزرگوں نے مراقب ہوکر بیان سنا، اس کے بعد حضرت جیؒ سے فرمایا کہ اب بیان سننے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ نے بات دنیا میں چلادی، وفات کے وقت مرحوم ۶۸؍سال کے تھے، بیس بار حج وزیارت سے مشرف ہوئے اور دعوت تبلیغ کے سلسلے میں آپ نے بیرون ملک کے ۸۱؍سفر کیے، اندرون ہند کے اسفار کی تعداد ناقابل شمار

ہے، حرمین شریفین اور سعودی عرب کے مختلف شہروں کے علاوہ مرحوم نے جن ممالک کا دورہ کیا ان میں بیت المقدس، بحرین، دبئ، ابوظہبی، لبنان، شام، کویت، مصر، اردن، قطر، الجزائر، تیونس، مغرب اقصیٰ، ترکی، یوگوسلاویہ، بلغاریا، فرانس، امریکہ، کناڈا، جنوبی افریقہ، ری یونین، موریشش، آسٹریلیا، فیجی، سنگاپور، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، فلپائن، سوڈان، پاکستان، بنگلہ دیش، انگلینڈ اور روم وغیرہ۔

وفات:

۱۳ر محرم الحرام ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۱ر مئی ۱۹۹۷ء بارہ بج کر ۳۵ر منٹ پر آپ نے دہلی میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، نماز عشا کے معاً بعد مرکز سے قریب مقبرہ ہمایوں سے متصل میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزارہا ہزار خلقِ خدا نے شرکت کی، مقبرہ پنج پیراں، میں مرحوم کا جسد خاکی دفن کیا گیا، اللہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، ان پر اپنی رحمتوں، نوازشوں اور بخششوں کی بارش کرے، ان کی پیہم جدوجہد اور انتھک سعی کا اپنی شایان شان جزا دے۔

(پس مرگ زندہ ص ۴۷۶، مختصر سوانحی نقوش، سوانح حضرت مولانا محمد عمر پالن پوریؒ)

10

حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولہ

آپ داعی الی اللہ شخص اور مرکز نظام الدین دہلی کے اہم ذمہ داروں میں ہیں۔

ولادت:

آپ کی پیدائش اپنے آبائی وطن دیولہ، تحصیل جمبوسر، ضلع بھروچ (گجرات) میں ۲۰ رذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ راپریل ۱۹۳۳ء میں ہوئی۔ آپ کا نام ابراہیم رکھا گیا۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے قرآن کریم ناظرہ اور دینیات کی ابتدائی، نیز فارسی کی تعلیم اپنے وطن کے بنیادی درس گاہ مدرسہ تعلیم الاسلام دیولہ میں حاصل کی، ابتدائی تعلیم آپ نے سید احمد قادری صاحبؒ، جناب یعقوب خاں صاحبؒ اور مولانا ابراہیم کاویؒ جیسے اساتذہ سے حاصل کی، پانچویں جماعت تک عصری تعلیم بھی پرائمری اسکول دیولہ میں گجراتی زبان میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ کے والد نے آپ کو دار العلوم اشرفیہ راندیر سورت میں داخل فرمایا، یہاں فارسی مولانا شیر محمد خراسانیؒ سے اور عربی علوم حضرت مولانا مفتی عبد الغنی کاویؒ، مولانا عبد الصمد کاچھویؒ، مولانا عبد الخالق پشاوریؒ،

مولانا اشرف راندیریؒ اور گجرات کی مایۂ ناز شخصیت شیخ الحدیث مولانا رضا اجمیریؒ سے حاصل کیے۔ مزید علمی شوق نے آپ کو دار العلوم دیوبند پہنچا دیا، ۱۹۵۴ء میں داخل ہوکر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، علامہ ابراہیم بلیاویؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ اور حضرت مولانا ظہور الحسنؒ جیسے اساطین علم سے اکتساب فیض کیا۔

درس وتدریس:

آپ نے فراغت کے بعد ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۱ء تک مدرسہ تعلیم الاسلام دیولہ میں خدمت انجام دیا، ساتھ ہی دعوت وتبلیغ کا بھی کام انجام دیتے رہے، اُس وقت سے لے کر آج تک تقریباً ۳۵/سال سے دعوت وتبلیغ کے ساتھ درس وتدریس میں مصروف ہیں۔

راہِ سلوک:

آپ حضرت قاری امیر حسنؒ سے بیعت ہوئے اور ان ہی کے مجاز صحبت ہیں۔

آپ کی دعوتی محنت:

آپ کو زمانۂ طالب علمی ہی سے اس کام سے والہانہ شغف تھا، راندیر کے قیام کے دوران چھٹی کے دن، نیز روزانہ عصر کے بعد اساتذہ کرام کی نگرانی میں گشت فرماتے، یہ سلسلہ روز افزوں جاری رہا، فراغت کے بعد بمبئی کی ایک جماعت کی بات سن کر، جس میں ایک نومسلم عبد الرحمٰن ملنگ صاحب تھے، دل میں اِس کام کا داعیہ موج زن ہوا اور باہمہ جان وتن اس کام کی طرف متوجہ ہوگئے، آپ کا پہلا چلّہ

۱۹۵۸ء میں اعظم گڑھ میں لگا، وہاں سے کلکتہ کے تبلیغی اجتماع میں شرکت فرمائی وہاں سے مرکز نظام الدین تشریف لے گئے، وہاں حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ سے تفصیلی ملاقات ہوئی، اس وقت حیات الصحابہؓ زیر کتابت تھی، حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ نے مولانا ابراہیم صاحب زید مجدہ کو اس کا مسودہ بھی عنایت فرمایا، اکابرین مرکز کی صحبت اور امت کے احوال وضروریات کو دیکھ کر تبلیغ ودعوت کا جذبہ آپ کے دل ودماغ پر چھا گیا اور آپ ہمہ تن دعوت تبلیغ میں لگ گئے۔ چناں چہ ۱۹۶۲ء میں آپ نے چار ماہ حیدرآباد میں لگایا۔

اس کے بعد ۱۹۶۶ء میں سات ماہ کے لیے عراق وشام کا سفر ہوا، اسی سفر میں آپ پہلی مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، پھر ۱۹۶۹ء میں ترکی اُردن اور عراق کا انیس ماہ کا طویل سفر ہوا، جس میں آپ کو دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۲ء میں ملیشیا، تھائی لینڈ، سنگاپور وغیرہ کا سفر حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کے ساتھ ہوا، اور ۱۹۷۲ء ہی سے مع اہلِ خانہ مستقل قیام مرکز نظام الدین دہلی پر ہوگیا۔ اس کے بعد تو تقاضے اور مشورہ کے مطابق عراق، کویت، سعودیہ، امارات میں (دبئی، ابوظہبی اور شارجہ) اردن، ترکی، انگلینڈ، امریکہ، بنگلہ دیش اور پاکستان وغیرہ مختلف ملکوں کے سفر کا مبارک سلسلہ مستقل جاری ہوگیا، جو الحمد للہ تاہنوز عافیت وتسلسل کے ساتھ جاری وساری ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے اور اس چشمۂ فیض سے عالم کو مستفیض فرمائے۔

(بیانات مولانا ابراہیم دیولوی از تعارف نامہ، ماہنامہ الجرائد قاری امیر حسنؒ نمبر حیدرآباد، اپریل مئی مشترکہ شمارہ)

11

حضرت مولانا محمد ہارون کاندھلویؒ

آپ ہندوستان کے مشہور داعی الی اللہ مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کے فرزند اور عہدِ حاضر کے سب سے بڑی دینی دعوت کی امام و داعی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے پوتے تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۲۳/۲۴/ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ مطابق ۸/نومبر ۱۹۳۹ء دوشنبہ سہ شنبہ کی درمیانی شب میں ۱۲/بج کر ۴۰/منٹ پر ہوئی۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم چار مرحلوں میں ہوئی۔ پہلا مرحلہ ابتدائی تعلیم کا تھا، ابتدائی تعلیم میں خاندان کے دوسرے بچوں کی طرح اردو اور قرآن شریف ناظرہ کی تعلیم حاصل کی، ناظرہ کے استاذ حاجی محمد حنیف صاحب میواتی تھے۔ دوسرا مرحلہ حفظِ قرآن کا تھا، حفظِ قرآن کے استاذ حافظ نورالدین میواتی اور حافظ محمد سلطان میواتی تھے۔ تیسرا مرحلہ عربی فارسی کی تعلیم کا تھا، فارسی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ نے شروع کرائی، ۲/ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز چہارشنبہ کو کاندھلہ کی جامع مسجد میں بعد نماز صبح، آمدنامہ کی بسم اللہ کرائی؛ اس کے بعد مولوی منیرالدین میواتی نے فارسی

اورعربی کی تعلیم دی۔عربی کی ابتدائی اور درمیانی کتابیں مولوی منیرالدین میواتی ،مولوی صدیق اور مولانا یعقوب صاحب سہارنپوری سے پڑھیں۔ان اساتذہ کے علاوہ مولانا عبیداللہ صاحب بلیاوی سے بھی تعلیم حاصل کی،مولوی منیرالدین صاحب میواتی جوان کے ابتدائی استاذ ہیں بیان کرتے ہیں:

''مولوی ہارون صاحب مرحوم ۱۳۵۵ھ میں عربی فارسی کی ابتدائی کتب اکثر و بیشتر بندۂ ناچیز سے پڑھیں۔اور باقی کتب نصاب کے اساتذۂ کرام میں قابلِ ذکر اور مستقل یہ حضرات ہیں: (۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم (۲)حضرت مولاناانعام الحسن صاحب کاندھلوی(۳)حضرت مولاناعبیداللہ صاحب بلیاوی (۴)مولاناصدیق صاحب میواتی (۵) مولانا محمد یعقوب صاحب سہارنپوری۔ان حضرات کے علاوہ اور بھی حضرات جزوی اور وقتی اساتذۂ کرام کی فہرست میں شامل ہیں''۔دورۂ حدیث کے لیے۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء میں مظاہرعلوم سہارن پورتشریف لے گئے۔بخاری شریف حضرت شیخ الحدیث سے،ترمذی،طحاوی اورنسائی مولانا امیر احمد صاحب سے،مسلم شریف مولانا منظور خان سے،ابوداؤد حضرت مولانا اسعداللہ صاحب سے پڑھی۔۱۳۸۱ھ میں دورہ کاامتحان دے کرتعلیم سے فراغت پائی۔

درس و تدریس:

شعبان ۱۳۸۱ھ میں دورہ سے فارغ ہوکر شوال ۱۳۸۱ھ سے بستی نظام الدین میں اپنے دادا حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے قائم کئے ہوئے مدرسہ کاشف العلوم میں ابتدائی کتابوں کے مدرس ہوگئے،عمومی طور پرآپ کے سپرد ابتدائی فارسی کتابیں،اورعربی میں الادب المفرد،اور ریاض الصالحین رہتی تھی۔آخر میں والد ماجد حضرت مولانا محمد یوسف

صاحب کے تبلیغی انہماک اور مسلسل سفروں اور دوروں کی وجہ سے آپ کی دلچسپی تعلیم، درس وتدریس کے بجائے تبلیغ سے بڑھ گئی، اور تبلیغ میں زیادہ منہمک رہنے لگے۔ اپنے والد ماجد کے ساتھ تبلیغی سفروں میں جانا، اجتماعات میں شریک ہونا، دعا کرانا اور دوسرے تبلیغی مشاغل میں وقت صرف کرنا آپ کا محبوب مشغلہ بن گیا۔

راہِ سلوک:

حضرت شیخ کے حکم پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت کی اور سلوک کی تعلیم حضرت شیخ سے حاصل کی، ۲۶/ربیع الاول ۱۳۱۱ھ کو حضرت شیخ نے مدینہ منورہ میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کی تبلیغی جدوجہد:

آپ شروع ہی سے تبلیغی کاموں میں حصہ لیتے تھے اور اپنے والد ماجد کے ساتھ تبلیغی سفروں، دوروں میں جاتے تھے، اور بعض ذمہ داریاں بھی آپ کے سپرد تھیں۔ حضرت مولانا یوسفؒ کے انتقال کے بعد جب حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے دامن شفقت وتربیت میں آئے تو موصوف نے آپ کے ذمہ کئی کام کئے: (۱) مغرب بعد کی دعا (۲) مسجد کی امامت (۳) جمعہ کی خطابت- ان تینوں ذمہ داریوں کو آپ نے بخوبی نبھایا۔ تبلیغی سفروں کی ابتدا میوات سے کی، اور سب سے پہلی تقریر بھی میوات میں کی، اس کے بعد تقریروں کا سلسلہ قائم ہوگیا۔ میوات کے بعد دوآبہ کے علاقوں کا دورہ کئی بار کیا۔ یوپی، کے علاوہ بھوپال، کلکتہ، مگراہاٹ، بہار کے علاقوں اور گجرات، حیدرآباد کا سفر کیا، اور اجتماع میں شرکت کی، بیرونِ ہند کے ممالک میں پاکستان، حجاز، برما، تھائی لینڈ، ملیشیا، سنگاپور، بنگلہ دیش اور سیلون کا سفر فرمایا۔ پاکستان کے دو سفر کئے۔ آپ نے اپنی ۳۵/سالہ زندگی

میں ٦ / بار حج کئے۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے بڑے مشابہ تھے۔ متعدد اوصاف وکمالات میں ان کے ہم رنگ، یقین وتوکل، دعا کے ذوق، دعا کرنے کے انداز، نماز پڑھنے کے طریقے میں ان کے قدم بہ قدم؛ صورت وشکل میں اور سراپا میں بالکل مولانا یوسف معلوم ہوتے تھے۔ مولوی شمیم صاحب ملی اپنا تاثر اس طرح بیان کرتے ہیں: ''عزیز مرحوم کی آواز، انداز، بولنے کا طریقہ بالکل حضرت مولانا یوسف صاحبؒ جیسا تھا''۔

وفات:

آپ کی وفات عین جوانی میں (۳۵/سال کی عمر میں) ۲۹/شعبان ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں مختصر سی علالت کے بعد دہلی میں ہوئی۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب نے پڑھائی۔

ماخوذ: تذکرہ مولوی ہارون صاحب کاندھلوی
مرتبہ محمد ثانی حسنی/ مدیر ماہنامہ ''رضوان''، لکھنؤ

12

حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب ندوی

آپ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سند یافتہ، مفکرِ اسلام مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے خلیفہ، جید عالمِ دین، بے مثال خطیب، اور تبلیغی جماعت کے مشہور اکابرین میں سے ہیں۔

ولادت:

آپ گجرات کے مردم خیز قصبہ کاوی بھروچ میں ۲۴ ستمبر ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت :

آپ نے جامعہ اشرفیہ راندیر میں عربی دوم تک تعلیم حاصل کی، اس کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں سے ۱۹۶۳ء میں سند فضیلت حاصل کی اور مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی خصوصی تربیت میں رہ کر ان کا اعتماد حاصل کیا۔

آپ کی تبلیغی جد و جهد:

فراغت کے بعد آپ نے اپنا میدان دعوت وتبلیغ ہی کو بنایا، چناں چہ آپ ہمہ وقت دعوت وتبلیغ کی سرگرمیوں میں رہتے ہیں آپ کے بیانات نہایت مؤثر،

رقت آمیز اور درد انگیز ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا عمر صاحب پالنپوریؒ کی وفات کے بعد آپ بالاتفاق لسانِ تبلیغ تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اہلِ مدارس اور علماء کو دعوت وتبلیغ کی طرف موڑنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ کی تشکیل سے جماعتیں نقد تیار ہوجاتی ہیں، پوری دنیا بالخصوص عالمِ اسلام میں دعوت وتبلیغ کے ذریعہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کی جدوجہد اور آپ کی بے مثال قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ (۱۹۳/علمائے گجرات:ص۲۴)، (موبائل سے براہِ راست گفتگو)

13

حضرت مولانا زبیر الحسن صاحب کاندھلوی

آپ حضرت جی (ثالث) مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ کے صاحبزادے، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کے خلیفہ اور مرکز نظام الدین دہلی جماعت کے اہم ذمہ دار تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۳۰ / جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق ۳۰ / مارچ ۱۹۵۰ء کو کاندھلہ مظفر نگر یوپی میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت:

پانچ سال کی عمر میں حفظ کے لیے رائے پور تشریف لے گئے اور وہیں حفظ مکمل کیا۔ ۱۳۸۹ھ میں آپ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہوئے اور ۱۳۹۰ھ میں فارغ ہوئے۔

دعوتی ذمہ داری:

حضرت جی مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ کا جب ۱۹۹۵ء میں انتقال ہو گیا تو دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کے لیے بجائے امارت کے سہ رکنی کمیٹی کا قیام عمل میں آیا،

اِس سہ رکنی کمیٹی کے پہلے ممبر حضرت مولانا اظہار الحسن کاندھلوی دوسرے آپ اور تیسرے رکن حضرت مولانا سعد صاحب کاندھلوی نامزد کئے گئے۔

۱۹۹۶ء میں جب حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی کا بھی وصال ہوگیا تو اُس وقت سے آپ اور حضرت مولانا سعد صاحب مدظلہٗ مشترکہ طور پر اِس اہم جماعت کے ذمہ دار بنائے گئے تھے، آپ نے تاحیات اِس ذمہ داری کو بہت ہی اچھے انداز میں نبھایا۔ (علماء مظاہر: ج۳/ص۱۳۹)

وفات:

آپ کی وفات ۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸/مارچ ۲۰۱۴ء بروز منگل دوپہر بارہ بجے دہلی کے ایک اسپتال میں ہوئی۔ حضرت اقدس مولانا افتخار الحسن کاندھلوی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور مرکز کے احاطہ میں ہی آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (ندائے شاہی اپریل ۲۰۱۴ء)

14

حضرت مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی

آپ موجودہ دعوت وتبلیغ کے اہم ذمہ دار، رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے پوتے حضرت مولانا محمد ہارون صاحب کاندھلویؒ کے صاحبزادے اور حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی مدظلہٗ کے خلیفہ ہیں۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۸؍محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۰؍مئی ۱۹۶۵ء کو کاندھلہ مظفرنگر یوپی میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی ساری تعلیم ابتداء تا انتہاء مرکز نظام الدین دہلی ہی میں ہوئی، حفظ آپ نے حافظ نورالدین صاحب میواتی کے پاس کیا، فارسی آپ نے مولانا مبین صاحب سے پڑھی، ادب کی کتابیں مولانا ابراہیم دیولہ سے اور حدیث کی کتابیں مولانا اظہار الحسن کاندھلویؒ اور مولانا عبید اللہ بلیاویؒ سے پڑھی، نحو کی مشہور کتاب کافیہ مولانا یعقوب صاحب سے، نورالایضاح مولانا زبیر الحسن کاندھلوی اور کنز الدقائق مولانا الیاس صاحب بارہ بنکی سے پڑھا۔ تربیت آپ کی حضرت مولانا اظہار الحسن نے فرمائی۔

دعوتی ذمہ داری:

۱۹۹۵ء میں جب حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلویؒ کا انتقال ہو گیا تو دعوت و تبلیغ کے انتظام و انصرام کو سنبھالنے کے لیے سہ رکنی کمیٹی بنائی گئی، اس سہ رکنی کمیٹی میں حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی، حضرت مولانا محمد زبیر الحسن صاحب کاندھلوی اور آپ کا اسم گرامی طے ہوا، اسی وقت سے اس اہم ذمہ داری کو بڑی حسن و خوبی سے نبھار ہے ہیں۔ اللہ آپ کو ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔

(مولانا نور الحسن کاندھلوی، ڈائریکٹر مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ)

كلّ سنة
وأنتم طيّبون

بس ہماری تحریک یہی ہے

ملفوظ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ......

آخری مرض میں ایک روز مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے آپ نے فرمایا شاہ صاحب میں نے شروع میں مدرسہ پڑھایا (یعنی مدرسہ میں درس دیا) تو طلبہ کا ہجوم ہوا اور اچھے اچھے صاحبِ استعداد طلبہ کثرت سے آنے لگے، میں نے سوچا کہ ان کے ساتھ میری محنت کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ جو لوگ عالم مولوی بننے ہی کے لیے مدرسہ میں آتے ہیں، مجھ سے پڑھنے کے بعد بھی وہ عالم مولوی ہی بن جائیں گے اور پھر ان کے مشاغل وہی ہوں گے جو آج کل عام طور سے اختیار کئے جاتے ہیں کوئی طب پڑھ کر مطب کرلے گا، کوئی یونیورسٹی کا امتحان دے کر اسکول کالج میں نوکری کرے گا، کوئی مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھاتا ہی رہے گا اس سے زیادہ اور کچھ نہ ہوگا، یہ سوچ کر مدرسہ میں پڑھانے سے میرا دل ہٹ گیا۔

اس کے بعد ایک وقت آیا جب کہ میرے حضرت نے مجھ کو اجازت دے دی تھی تو میں نے طالبین کو ذکر کی تلقین شروع کی اور ادھر میری توجہ زیادہ ہوئی اللہ کا کرنا، آنیوالوں پر اتنی جلدی کیفیات اور احوال کا ورود شروع ہوا اور اتنی تیزی کے ساتھ حالات میں ترقی ہوئی کہ خود مجھے حیرت ہوئی اور میں سوچنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا

ہے اور اس کام میں لگے رہنے کا نتیجہ کیا نکلے گا، زیادہ سے زیادہ وہ یہی کہ کچھ اصحابِ احوال اور ذاکر شاغل لوگ پیدا ہو جائیں پھر لوگوں میں ان کی شہرت ہو جائے تو کوئی مقدمہ جیتنے کی دعا کے لیے آئے، کوئی اولاد کے لیے تعویذ کی درخواست کرنے، کوئی تجارت اور کاروبار میں ترقی کی دعا کرائے اور زیادہ سے زیادہ ان کے ذریعہ بھی آگے کو چند طالبین میں ذکر و تلقین کا سلسلہ چلے یہ سوچ کر اُدھر سے بھی میری توجہ ہٹ گئی اور میں نے یہ طے کیا کہ اللہ نے ظاہر و باطن کی جو قوتیں بخشی ہیں ان کا صحیح مصرف یہ ہے کہ ان کو اسی کام میں لگایا جائے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتیں صرف فرمائیں، اور وہ کام ہے اللہ کے بندوں کو اور خاص طور سے غافلوں بے طلبوں کو اللہ کی طرف لانا اور اللہ کی باتوں کو فروغ دینے کے لیے جان کو بے قیمت کرنے کا رواج دینا، بس ہماری تحریک یہی ہے اور یہی ہم سب سے کہتے ہیں یہ کام اگر ہونے لگے تو اب سے ہزاروں گنے زیادہ مدرسے اور ہزاروں گنی ہی زیادہ خانقاہیں قائم ہو جائیں بلکہ ہر مسلمان مجسم مدرسہ اور خانقاہ ہو جائے اور حضورؐ کی لائی ہوئی نعمت اس عمومی انداز سے بٹنے لگے جو اس کے شایانِ شان ہے۔

(حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، مصنف مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی: ص۲۹۵)

Back Title

مؤلف کی دیگر تالیفات

(۱) تذکرۂ اکابر
(۲) اشاعتی اردو قاعدہ
(۳) اخلاق الصالحین
(۴) چہل ربنا
(۵) چہل اللّٰہم
(۶) رہنمائے معلّمین
(۷) ترجمہ منتخب آیاتِ قرآنی
(۸) حضرت مولانا وستانوی مدظلہٗ کی پُرسوز مجلسِ ذکر
(۹) سیرت کوئز
(۱۰) ہمارے اکابر اور مدارس کے مال میں احتیاط
(۱۱) جامعہ اکل کوا، تاریخ وخدمات کے آئینے میں
(۱۲) پڑھتا جا اور چڑھتا جا
(۱۳) قرآنی کوئز
(۱۴) تقریر نظامی دربیانِ حسنِ انسانی
(۱۵) منتخب تقاریر
(۱۶) ذرّہ سے آفتاب
(۱۷) طلبہ کے لیے اثر انگیز نصائح
(۱۸) تذکرہ اکابرینِ تبلیغ